

جمهورية مصر العربية

22 رجب 1440ھ

وزارت اوقاف

29 مارچ 2019ء

واقعہ اسراء و معراج

ارشادہ خداوندی ہے: {سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ}: بلاشبہ اسراء و معراج کا سفر انتہائی اسرار و رموز کا حامل ایک سفر ہے اور تاریخ انسانی میں یہ ایک منفرد سفر ہے جو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و تکریم اور آپ کو تسلی دینے کے لئے پیش آیا جب آپ اور آپ کے صحابہ تکذیب اور مصائب و تکالیف کی مختلف صورتوں کا سامنا کر چکے تھے اور بعثت کے دسویں سال کے چند دنوں میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب، جو کہ آپ کی زندگی میں آپ کا سہارا تھے، اور اپنی اس عقلمند اور بے حد مشفق زوجہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی محروم ہو چکے تھے جو کہ مشکلات کے وقت آپ ﷺ کی پناگاہ اور سہارا تھی۔

طائف کا دردناک سفر جو کہ آپ کی حیات مبارکہ میں ایک انتہائی مشکل مرحلہ تھا، اس کے بعد آپ کا غم مزید بڑھ گیا کیونکہ آپ ﷺ اپنی قوم و غیرہ سے تکلیفوں کا سامنا کرنے کے بعد اس امید سے طائف کی طرف تشریف لے گئے کہ شاید آپ کو ان کے ہاں حمیت و غیرت اور مدد مل سکے لیکن وہ تو آپ علیہ السلام سے آپ کی اپنی قوم والوں سے بھی زیادہ سخت انداز میں پیش آئے، انہوں نے اپنے غلاموں اور اوباش لڑکوں کو آپ علیہ السلام پر پتھر پھینکنے پر مامور کر دیا یہاں تک کہ آپ کے قدموں سے خون بہہ نکلا، آپ علیہ السلام اپنے واپسی کے راستے میں اس مشفقانہ دعا کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے جو کہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی عبودیت اور اس کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کے تمام معانی پر مشتمل ہے، آپ یہ کہتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے: " اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ہی اپنی طاقت کی کمزوری، اپنے حیلے کی کمی اور لوگوں کے ہاں اپنے معمولی ہونے کا اظہار کرتا ہوں، اے سب سے بڑھ کر

رحم کرنے والے! تو کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا رب، تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ ایک اجنبی کے سپرد جو مجھ سے بدکلامی سے پیش آتا ہے؟ یا دشمن کے سپرد جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر تیری بارگاہ سے میرے اوپر کوئی غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسعت والی ہے، میں تیرے چہرے کے نور جس سے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہو گئے اور دنیا و آخرت کے معاملات سنور گئے، اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ سے تو ناراض ہو، اے اللہ تیری ہی چوکھٹ پر پڑا ہوں یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، تیرے سوا کسی کے پاس نہ کوئی قدرت ہے اور نہ ہی کوئی طاقت ہے۔"

ان تمام مصائب و تکالیف کے نتیجے میں ایک عظیم ربانی عطیہ کے طور پر اسراء و معراج کا سفر پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان غیبی حقائق اور کائناتی اسرار و رموز پر مطلع کیا جن پر آج تک نہ تو کوئی مقرب فرشہ مطلع ہو سکا اور نہ ہی کوئی نبی اور رسول، اور اس سفر کا مقصد آپ علیہ السلام کی عزت و تکریم کرنا اور آپ کے دل کو ثابت قدم رکھنا ہے تاکہ اس بات پر آپ کا ایمان، یقین اور اعتماد اور زیادہ ہو جائے کہ آپ ہمیشہ اللہ کی معیت اور اس کی حفظ و امان میں ہیں۔

اسراء و معراج کا معجزہ ان جلیل القدر معجزات اور عظیم نشانیوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو نوازا ہے، اور آج جب ہم اس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں تو ہمیں اس جلیل القدر واقعہ سے حاصل شدہ پند و نصائح اور اسباق پر غور فکر کرنا چاہیے:

اسباب اختیار کرنا اللہ پر حقیقی توکل کے منافی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے براق کو مامور کیا تاکہ وہ آپ کے سفر میں زمیں سے آسمان کی طرف جانے کا ذریعہ بنے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ وہ اپنے نبی کو بغیر کسی وسیلہ کے سفر کرائے، اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کو اللہ پر یقین کامل اور حقیقی توکل تھا مگر اس کے باوجود جس وقت آپ علیہ السلام بیت المقدس پہنچے تو آپ نے اللہ کے مامور کردہ

براق کو باندھا تاکہ آپ امت کو تعلیم دیں کہ اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "پس میں نے اسے اس زنجیر کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء باندھتے ہیں"، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "براق کو باندھنے میں معاملات میں احتیاط کا دامن تھامنے اور اسباب اختیار کرنے کی دلیل ہے اور یہ چیز توکل پر اثر انداز نہیں ہوتی۔"

حقیقی مؤمن اس شخص کی طرح عمل کرتا ہے جس کا یقین ہوتا ہے کہ صرف اس کا عمل ہی اسے نجات دلا سکتا ہے اور اس شخص کی طرح اللہ پر توکل کرتا ہے جو جانتا ہے کہ اس کو صرف وہی چیز ملے گی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں لکھ دی ہے، اور اسباب اختیار کرنے اور اللہ پر توکل کرنے کے بارے میں نبی کریم کے فرمان سے یہی متوازن فہم وادراک مقصود ہے۔

اسباب اختیار کرنے کے بارے میں آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "اگر تم میں سے کسی ایک پر قیامت آجائے اور اس کے ہاتھ میں درخت کا پودا ہو تو اسے اس کو لگانا چاہیے" اور اللہ پر توکل کے بارے میں آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ ضرور تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندے کو رزق دیتا ہے جو صبح کو خالی پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتا ہے۔"

میرے بھائیوں! تمام انبیاء اور رسل اصول و عقائد میں ایک ہی پیغام خداوندی کے داعی ہیں اگرچہ وہ پیغام خداوندی شریعت اور طریقہ میں مختلف ہے، ارشادہ خداوندی ہے: {وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ} : اور ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کوئی مبعوث نہیں کیا مگر اس کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری عبادت کرو۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " تمام انبیاء ایک ہی باپ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے یعنی ان کا ایمان ایک اور شریعتیں مختلف ہوتی ہیں "-

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورت انعام میں جو مندرجہ ذیل دس وصیتیں ذکر کی ہیں: { قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيَّكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ * وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا وَلَا تَوَدُّوا أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْمَالُ مِنْ قِبَلِكُمْ أَتَأْتُونَ بِالنَّفْسِ الْكَافِرَةِ وَالنَّفْسُ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ أُفْوَا ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ * وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ } : او میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دو جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اور بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا وہ پوشیدہ ہوں اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق کے یہی وہ امور ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پیمانے اور ترازو کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو۔ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم کہو تو عدل کرو اگرچہ وہ قرابت داری ہی ہو اور اللہ کے ساتھ عہد کو پورا کرو، یہی وہ باتیں ہیں جس کا اس نے تم کو تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اس کی پیروی کرو اور دوسری راستوں پر نہ چلو کہ وہ راستے تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے، یہی وہ بات ہے جس کا اس نے تمہیں تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

ان وصیتوں کے بارے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ یہ محکم آیات ہیں جو کسی بھی شریعت یا ملت میں منسوخ نہیں کی گئیں اور یہ تمام بنی آدم پر حرام ہیں، یہ کتاب کی اصل اور اس کی بنیاد ہیں جس نے ان پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے ان پر عمل کرنا ترک کر دیا تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جن بڑی نشانیوں سے نوازا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلاة والسلام کے لئے تمام انبیاء اور رسولوں کو بیت المقدس میں جمع کیا اور آپ علیہ الصلاة والسلام نے نماز میں ان کی امامت فرمائی اور اسی طرح انہوں نے آپ علیہ الصلاة والسلام کا آسمانوں میں یہ کہتے ہوئے استقبال کیا: پاکباز نبی اور پاکباز بھائی کو خوش آمدید - اور یہ دنیا میں امامت کے نبی کریم ﷺ کی طرف منتقل ہونے کا اعلان تھا اور اسی طرح اس پختہ عہد کی عملی تطبیق بھی تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل سے لیا تھا ، ارشاد خداوندی ہے: {وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ} اور وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد کیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے ، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا اس سے یہ پختہ وعدہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے زندہ ہوتے ہوئے محمد ﷺ کو مبعوث فرمائے گا تو وہ ضرور اس پر ایمان لائے گا اور اس کی مدد کرے گا، اور اللہ نے اس نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے پختہ وعدہ لے کہ اگر اللہ

تعالیٰ نے ان کے زندہ ہوتے ہوئے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔"

مسجد حرام کے ساتھ ساتھ مسجد اقصیٰ کا مقام و مرتبہ:

مسجد اقصیٰ میں آپ علیہ الصلاة والسلام کا سفر اسراء ختم ہوا اور وہاں سے بلند آسمانوں اور پھر سدرة المنتہیٰ کی طرف آپ کا سفر معراج شروع ہوا، اسی طرح یہ مسجد دو قبلوں میں سے پہلا قبلہ، تیسرا حرم اور ان تین مساجد میں سے ایک ہے جس میں نماز کی ادائیگی اور ثواب کی خاطر سفر کیا جاتا ہے اور یہ روئے زمین پر تعمیر کی جانے والی دوسری مسجد ہے، ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: "روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ علیہ الصلاة والسلام نے ارشاد فرمایا: (مسجد حرم)، ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ علیہ الصلاة والسلام نے فرمایا: (مسجد اقصیٰ) میں نے کہا: ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے؟ آپ علیہ الصلاة والسلام نے فرمایا: (چالیس سال کا)، اور پھر یہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے تو تم اس کو ادا کرو بیشک اس کی بہت فضیلت ہے۔ اور اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرم اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی اور مسجد میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسجد حرم میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کسی دوسری مسجد میں ایک لاکھ نماز ادا کرنے کے برابر ہے، میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کسی دوسری مسجد میں ایک ہزار نماز ادا کرنے کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کسی دوسری مسجد میں پانچ سو نمازیں ادا کرنے کے برابر ہے۔"

مسجد اقصیٰ اسلامی مقدسات کا ایک جزء لا ینفک ہے، امت محمدی کے دلوں میں اس کی بہت قدر و منزلت ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے ذمے ایک امانت ہے، ہمیں اس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی یا سستی نہیں کرنی چاہیے، اور اسی طرح ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی

اولاد کے ذہنوں میں بھی اس مفہوم کو پختہ کریں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں تمام مسلمانوں کے ہاں اس مسجد کے مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت کو بھول نہ سکیں۔

برادران اسلام !

ہر سال اپریل کے شروع میں پوری دنیا یتیم ڈے مناتی ہے اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دین اسلام کی تعلیمات یتیم کا خیال رکھنے اور اس کا حق ادا کرنے میں تمام انسانی تنظیموں سے سبقت لے گئی ہیں، اللہ کا فرمان ہے: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبْتُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ}: اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: ان کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خرابی کرنے والوں کو بھلائی کرنے والوں سے جدا پہچانتا ہے، اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

آیت کریمہ میں غور و فکر کرنے والے کو پتہ چلتا ہے کہ قرآنی تعبیر نے لفظ (اصلاح) ذکر کیا ہے تاکہ یہ یتیم کا خیال رکھنے اور اس کی پرورش کرنے کے تمام پہلوؤں کو شامل ہو، اصلاح ایک ایسا جامع لفظ ہے جو ان تمام چیزوں کو جامع ہے جن کی ایک یتیم بچے کو ضرورت ہوتی ہے، کبھی اسے مال کی ضرورت ہوتی ہے اس صورت میں اس کی اصلاح اس کے ساتھ نیکی کرنے اور مالی امداد کرنے میں ہو گی، بعض اوقات یتیم بچہ صاحب ثروت ہوتا ہے لیکن اس کو تربیت اور پرورش کی ضرورت ہوتی ہے تو اس صورت میں اس کی اصلاح اس کی دیکھ بھال کرنے اور اس کی تربیت کرنے میں ہو گی، بعض اوقات اس ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے لئے اس کے مال کی تجارت کرے یا اس کی زرعی یا صنعتی معاملات سرانجام دے تو اس صورت میں اس کی اصلاح ان کاموں کو سرانجام دینے میں ہو گی اور بعض اوقات وہ اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کو پدرانہ جذبات کے احساس، شفقت اور ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس صورت میں اس کی اصلاح اس کے لئے ان جذبات

کو مہیا کرنے میں ہو گی اور بعض اوقات اس کی اصلاح اس کو راہ راست پر لانے اور اس کے طرز زندگی اور اس کے اخلاق کو درست کرنے میں ہوتی ہے، اس کی پرورش کرنے اور اس کا خیال رکھنے کا یہ جامع مفہوم قرآن و سنت کی ان نصوص میں مذکور ہے جو یتیموں کے معاملات کا خیال رکھنے اور اس کے احوال کی اصلاح کرنے کی ترغیب اور دعوت دیتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے اپنے پاس کسی یتیم بچے یا یتیم بچی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو جنت میں میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہونگے اور آپ علیہ الصلاة والسلام نے انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی کو آپس میں ملا دیا۔" اور آپ علیہ الصلاة والسلام نے ارشاد فرمایا: "مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو"۔ اور آپ علیہ الصلاة والسلام کا ایک فرمان ہے: "یتیم کی کفالت کرنے والا - خواہ وہ یتیم اس کے عزیز واقارب میں سے ہو یا کوئی اجنبی - اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہونگے اور آپ علیہ الصلاة والسلام نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا"۔